بلڈ بینک کا قیام اور انتقال خون کے مسئلہ کا ایک تحقیقی جائزہ قرآن وسنت کی روشنی میں

Establishing a blood bank and Transfer of blood problem a research review In the light of the Holy Qur'an and Sunnah

*ڈاکٹر سید نعیم بادشاہ
**ڈاکٹر منیر احمد

Abstract:
Consideration of illness in the rulings of Islamic Sharia fully understands and estimates the danger and potential loss in case of illness. Islamic Sharia has given illness a complete consideration. Sometimes human needs blood which is important for life as is oxygen. Without blood, it's not possible to survive. Blood is needed in certain amount and God has given us some surplus amount in the body which comes into action in case some blood is flowed from the body. This extra blood can save human life. Previously it was not possible to preserve the extra blood but now advancement of science has made it possible to save it and to use it to help some lives of other people. An ill person can be helped and saved by injecting the needed blood. Nowadays blood banks are working all over the world and are helping save lives of human beings. Blood transfusion is not only permitted rationally, ethically and traditionally but it is a matter of great reward to help humanity. So, establishing blood banks is purely a human activity and a very good thing.
This article discusses blood banks and its establishment under the light of Islamic Sharia.

وضاحت:

عربی زبان میں خون کو "دم" اور انگریزی میں "BLOOD" کہتے ہیں۔اس کی جمع دماء اور دمی آتی ہے۔[1]

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، زرعی یونیورسٹی پشاور۔
** لیکچرر، بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد۔

قرآن میں دس مرتبہ اس کا ذکر آیا ہے۔[۲]

انتقال خون کی شرعی حیثیت:

انتقال خون کے سلسلے میں کئی قسم کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

۱۔ کیا انتقال خون جائز ہے۔؟

۲۔ جواز کی صورت میں ایک وقت میں کتنا خون نکالا جا سکتا ہے۔؟

۳۔ کیا بلا ضرورت خون کا نکالنا اور چھڑانا جائز ہے۔؟

۴۔ کیا نیک، بد، فاسق فاجر، مسلمان اور کافر کے خون کا حکم ایک ہے۔؟

۵۔ کیا انتقال خون سے کوئی حرمت جیسے مصاہرت، نسب اور رضاعت ثابت ہوتی ہے۔؟

۶۔ خون کی خرید و فروخت بلا ضرورت اور مع الضرورت جائز ہے۔؟

تمہید:

بطور تمہید سب سے پہلے خون کے بارے شریعت کا نقطہ نظر جاننا ضروری ہے کہ خون کی کیا حیثیت ہے؟ بذات خود خون طاہر یا نجس ہے؟ حلال یا حرام ہے؟

خون کے مسئلے کی تحقیق یہ ہے کہ خون کی کئی قسمیں ہیں۔ان تمام اقسام کا مختصر ذکر مفید ہوگا۔

قسم اول: حیض کا خون: یہ اتفاقاً ناپاک ہے۔[۳]

قسم دوم: دم مسفوح: جو کسی حیوان سے نکلتا ہے وہ حرام اور نجس ہے۔[۴]

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُل لا أَجِدُ فِى ما أوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلىٰ طاعِمٍ يَطعَمُهُ إِلّا أَن يَكونَ مَيتَةً أَو دَمًا مَسفوحًا أَو لَحمَ خِنزيرٍ فَإِنَّهُ رِجسٌ أَو فِسقًا﴾[۵]

"آپ کہہ دیجئے کہ جو احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے، ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کیلئے جو اس کو کھائے مگر وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو' کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے۔"

قسم سوم: وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، اسے شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو اسکا دم مسفوح (بہنے والا خون)۔

قسم چہارم: انسان سے بہنے والا خون : نجس اور حرام ہے۔ جیسا کہ امام شافعیؒ نے کتاب الام میں وضاحت کی ہے۔(۶)

قسم پنجم: مچھلی کا خون: مچھلی کا خون اکثر فقہاء کرام کے نزدیک پاک ہے۔(۷)

قسم ششم: مکھی، مچھر اور شہد کی مکھی اور ان جیسی چیزوں کا خون تو یہ پاک ہے۔(۸)

قسم ہفتم: ذبح شدہ جانور کی جان نکلنے کے بعد جو خون باقی رہتا ہے۔ت و وہ بھی پاک ہے جسطرح اس جانور کے تمام اجزاء پاک ہیں، شرعی ذبح کے ساتھ اور اسی طرح خون بھی پاک ہے جیسے دل کا خون اور تلی کا خون۔(۹)

قرآن مجید کی روسے:

قرآن کی روسے خون بذات خود حرام ہے۔

سورۃ البقرۃ میں ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِه لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔(۱۰)

بیشک تم پر مردار اور خون اور سوئر کا گوشت اور اس چیز کو کہ اللہ کے سوا اور کے نام سے پکاری گئی ہو، حرام کیا ہے، پس جو لاچار ہو جائے نہ سرکشی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

سورۃ المائدہ میں ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔(۱۱)

تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو گلا دبا کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو مگر جسے تم نے ذبح کر لیا ہو، اور وہ جو کسی تھان (پرستش گاہوں) پر ذبح کیا جائے اور وہ (جن کے حصے) جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو، یہ (سب کچھ) گناہ ہے، آج تمہارے دین سے کافر ناامید ہو گئے سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو، آج میں تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے، پھر جو کوئی بھوک سے بے تاب ہو جائے لیکن گناہ پر مائل نہ ہو تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

سورۃ الانعام میں ارشاد ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔[۱۲]

کہہ دو کہ میں اس وحی میں جو مجھے پہنچی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے یا وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے، پھر جو بھوک سے بے اختیار ہو جائے ایسی حالت میں کہ نہ بغاوت کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۃ النحل میں ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔[۱۳]

تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت حرام کیا ہے اور وہ چیز بھی جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے پکاری گئی ہو، پھر جو بھوک کے مارے بے تاب ہو جائے نہ وہ باغی ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۃ البقرۃ کی آیت مذکورہ میں دوسری جو چیز حرام قرار دی گئی ہے وہ خون ہے لفظ دم بمعنی خون اس آیت میں اگرچہ مطلق ہے مگر سورہ انعام کی آیت میں اس کے ساتھ مسفوح یعنی بہنے والا ہونے کی شرط ہے، (آیت) او دما مسفوحا (٦ : ١٤٥) اس لئے باتفاق فقہاء خون منجمد جیسے گردہ تلی وغیرہ وہ حلال اور پاک ہیں۔ لیکن بہتا خون حرام اور ناپاک ہے۔

اس پر امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں علماء کا اتفاق نقل کیا ہے[۱۴]۔

امام نوویؒ نے شرح المھذب میں کہا ہے: خون کی نجاست کے دلائل ظاہر ہیں' اور مجھے علم نہیں کہ مسلمانوں میں سے کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو' سوائے بعض متکلمین سے یہ حکایت کرتے ہیں کہ وہ اسے پاک کہتے ہیں[۱۵]۔ جمہور اہل اصول کا صحیح مذہب یہی ہے۔

ابن رشد نے بدایۃ المجتھد میں لکھا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ خشکی کے حیوان کا خون پلید ہے۔[۱٦]

جس طرح خون کا کھانا پینا حرام ہے اسی طرح اس کا خارجی استعمال بھی حرام ہے اور جس طرح تمام نجاسات کی خرید وفروخت بھی اور اس سے نفع اٹھانا حرام ہے اسی طرح خون کی خرید وفروخت بھی حرام ہے اس سے حاصل کی ہوئی آمدنی بھی حرام ہے کیونکہ الفاظ قرآنی میں مطلّقا دم کو حرام فرمایا ہے جس میں اس کے استعمال کی تمام صورتیں شامل ہیں۔

ان آیتوں میں سور، مرداراورخون وغیرہ کا بطور غذا استعمال درست نہیں البتہ بوقت ضرورت، بقدر ضرورت اور بحالت مجبوری کو مستثنیٰ کر دیاہے۔یعنی اگر کسی کو بھوک لگی ہو اور نوبت ہلاکت تک پہنچے اور مذکورہ چیزوں کے علاوہ اور کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس کو استعمال کی اجازت ہے۔

اس استثناء سے علماء کرام نے مختلف اصول مستنبط کئے ہیں۔

انتقال خون کو سمجھنے سے پہلے اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ انسانی جسم میں کئی قسم کے اعضاء اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ کچھ اعضاء ایسے ہیں جن کے کاٹنے اور نکالنے سے انسانی جسم کو کوئی نقصان بھی نہیں بلکہ فائدہ ہوتا ہے۔ جیسے بال اور ناخن لہٰذا ان کے کاٹنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ان کا کاٹنا ضروری ہوتا ہے۔

۲۔ کچھ وہ اعضاء کہ ان کے نکالنے کے لئے کوئی آپریشن نہیں کرنا پڑتا اور ان کے نکالنے پر بہت زیادہ نقصان بھی نہیں ہوتا۔ اس کی مثال دودھ کی سی ہو گئی جو بدنِ انسانی سے بغیر کسی کاٹ چھانٹ کے نکلتا اور دوسرے انسان کا جزء بنتا ہے اور شریعتِ اسلام نے بچہ کی ضرورت کے پیش نظر انسانی دودھ ہی کو

اس کی غذا قرار دیا ہے اور ماں پر اپنے بچوں کو دودھ پلانا واجب کیا، جب تک وہ بچوں کے باپ کے نکاح میں رہے طلاق کے بعد ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا بچوں کا رزق مہیا کرنا باپ کی ذمہ داری ہے وہ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوائے یا ان کی ماں ہی کو معاوضہ دے کر اس سے دودھ پلوائے قرآن کریم میں اس کی واضح تصریح موجود ہے، (آیت) فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ [۱۷]

اگر تمہاری مطلقہ بیوی تمہارے بچوں کو دودھ پلائے تو اس کو اجرت و معاوضہ دیدو، خلاصہ یہ ہے کہ دودھ جزء انسانی ہونے کے باوجود بوجہ ضرورت اس کے استعمال کی اجازت بچوں کے لئے دی گئی ہے۔

کچھ اعضاء وہ ہیں جو دو دو ہیں، ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک نوع وہ ہیں کہ ایک کافی شافی ہوتا ہے اور دوسرا عضو زائد ہوا کرتا ہے ضرورت کے وقت اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے جیسے گردے ایک سے کام پورا ہوتا دوسرا گردہ فاضل ہوتا ہے لہٰذا بوقت ضرورت بقدر ضرورت بحالت مجبوری دوسرے انسان کو خاص شرائط کے بعد ہبہ کیا جاسکتا ہے۔ دوسری نوع وہ اعضاء ہیں جو دونوں سے بیک وقت کام لیا جاسکتا ہے اور ایک عضو کی صورت میں کمی اور کمزوری آتی ہے جیسے ہاتھ، آنکھیں، کان اور پاؤں وغیرہ ان اعضاء کا کسی کو ہبہ کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔ رہی بات خون کی تو خون دودھ کے قبیل سے ہے کہ یہ جسم میں ضرورت سے زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی ایک خاص مقدار نکالنے پر جسم پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے بلکہ آج کی تحقیق نے ایک خاص مقدار کے نکالنے کو صحت کے لئے مفید قرار دیا ہے اور اس کو بھی نکالنے کے لئے کوئی خاص آپریشن بھی نہیں کرنا پڑتا ہے لہٰذا فقہاء کرام خون ایک لحاظ سے دودھ کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ جس طرح شریعت نے عورت کے دودھ کو جزء انسانی ہونے کے باوجود ضرورت کی بناء پر بچوں کے لئے جائز کردیا ہے اسی طرح ضرورت کی بناء پر خون دینا بھی جائز ہوگا۔ رہی بات یہ کہ خون نجس یعنی ناپاک بھی ہے۔ اور نجس چیزوں کا استعمال ناجائز ہے، لیکن اضطراری حالات اور عام معالجات میں شریعتِ اسلام کی دی ہوئی سہولتوں میں غور کرنے سے امور ذیل ثابت ہوئے، اول یہ کہ خون اگرچہ جزء انسانی ہے مگر اس کو کسی دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنے کے لئے اعضاء انسانی میں کانٹ چھانٹ اور آپریشن کی ضرورت پیش نہیں آتی، انجکشن کے ذریعہ خون نکالا اور دوسرے کے بدن میں ڈالا جاتا ہے۔ جیسا کہ علاج کے طور پر بڑوں کے لئے بھی دودھ کا پینا جائز ہے۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے، ولا بأ سَ بان يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للدواء [۱۸]

اس میں مضائقہ نہیں کہ دوا کے لئے کسی شخص کی ناک میں عورت کا دودھ ڈالا جائے یا پینے میں استعمال کیا جائے،اور مغنی ابن قدامہ میں اس مسئلہ کی مزید تفصیل مذکور ہے[۱۹]

اگر خون کو دودھ پر قیاس کیا جائے تو کچھ بعید از قیاس نہیں کیونکہ دودھ بھی خون کی ایک منتہی صورت ہے اور جزء انسان ہونے میں مشترک ہے فرق صرف یہ ہے کہ دودھ پاک ہے اور خون ناپاک، تو حرمت کی پہلی وجہ یعنی جزء انسانی ہونا تو یہاں وجہ ممانعت نہ رہی صرف نجاست کا معاملہ رہ گیا علاج ودواء کے معاملہ میں بعض فقہاء نے خون کے استعمال کی بھی اجازت دی ہے،اس لئے انسان کا خون دوسرے کے بدن میں منتقل کرنے کا شرعی حکم یہ معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں تو جائز نہیں مگر علاج ودواء کے طور پر اس کا استعمال اضطراری حالت میں بلاشبہ جائز ہے اضطراری حالت سے مراد یہ ہے کہ مریض کی جان کا خطرہ ہو اور کوئی دوسری دوااس کی جان بچانے کے لئے مؤثر یا موجود نہ ہو اور خون دینے سے اس کی جان بچنے کا ظن غالب ہو، ان شرطوں کے ساتھ خون دینا تو اس نص قرآنی کی رو سے جائز ہے جس میں مضطر کے لئے مردار جانور کھا کر جان بچانے کی اجازت صراحۃ مذکور ہے اور اگر اضطراری حالت نہ ہو یا دوسری دوائیں بھی کام کر سکتی ہوں تو ایسی حالت میں مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض فقہا کے نزدیک جائز ہے بعض ناجائز کہتے ہیں جس کی تفصیل کتب فقہ بحث تداوی بالمحرم میں مذکور ہے۔مزید تفصیل مفتی محمد شفیعؒ کے تصنیف شدہ رسالہ " اعضائے انسانی کی پیوند کاری" میں کافی تفصیل سے موجود ہے۔علاج کے طور پر نجس سے یعنی حرام کردہ چیز سے بھی علاج کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حفظان صحت کے لیے محرمات سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے: اللہ نے بیماری بھی پیدا کی تو اس کا علاج بھی پیدا کر دیا۔ اور تاکید فرمائی کہ حلال چیزوں کے ذریعہ علاج کرایا جائے۔ مگر بعض وقت ایسا بھی آتا ہے کہ مریض کا حلال اشیا کے ذریعہ علاج نہیں ہو پاتا۔ البتہ محرمات کے ذریعہ اس کا علاج آسانی سے ہو جاتا ہے۔ یہی حال حفاظت جان کے لیے حلال چیزیں میسر نہ ہو اور حال یہ ہو گیا ہو کہ اگر اسے کھانے پینے کی اشیا نہ ملے تو اس کو جان کا خطرہ ہے اور اس وقت اس کے سامنے سوائے حرام اشیا کے کچھ بھی نہیں ہے تو ایسی بے بسی کے عالم میں اسلام اجازت دیتا ہے کہ وہ حرام چیزوں کا استعمال کر کے اپنی جان کو بچالے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا اور اس کی جان ختم ہو جاتی ہے تو اسے خود کشی قرار دی جائے گی اور اس پر خود کشی کے احکام نافذ ہوں گے۔

"وقد قال علماء من اضطر الی اکل المیتة والدم ولحم الخنزیر فلم یأکل دخل النار الا ان یعفو اللہ عنه"[۲۰]

علامہ ابوبکر جصاص نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ مضطر کے لیے مردار کا کھانا فرض ہو جاتا ہے اور اضطرار ممانعت کو ختم کر دیتا ہے۔ اس لیے مضطر اگر اسے نہ کھائے اور اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ خود اپنا قاتل ہوگا اس شخص کی طرح جس کے مکان میں روٹی اور پانی ہو اور وہ کھانا پینا چھوڑ دے اور مر جائے تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور خودکشی کرنے والا ہوگا۔

''أكل الميتة فرض على المضطر والاضطرار يزيل الحرز ومتٰى امتنع المضطر من أكلِه حتى مات صار قاتلا لنفسِه فمنزلة من ترک أكل الخبز وشرب الماء فى حال الإمكان حتّٰى مات كان عاصيا لِلّٰه جانيا علٰى نفسِه ''۔(۲۱)

اسی طرح فقہائے کرام نے علاج کے مسئلہ میں یہ رعایت پیش کی ہے کہ اگر حلال چیزوں کے ذریعہ علاج ممکن نہ ہو اور تحقیق سے یہ بات عیاں ہو چکی ہو کہ مریض کا علاج حرام اشیا کے ذریعہ ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں حرام چیزوں کا استعمال جائز ہو جائے گا۔(۲۲)

غیر اضطراری حالت میں خون دینے کا مسئلہ اس لیے مختلف فیہ ہے کہ اگر مریض کی جان کسی دوسری دوا سے بچ سکتی ہو تو پھر ناپاک چیز استعمال کرنے کی ضرورت کیا ہے، اسی لیے بعض فقہاء اضطراری حالت میں تو خون چڑھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ (۲۳) اس کے علاوہ کی صورت میں اجازت نہیں دیتے، لیکن اکثر فقہاء نے درج ذیل دو صورتوں میں بھی اجازت دی ہے۔ (۱) جب ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے کی حاجت ہو یعنی مریض کی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو لیکن اس کی رائے میں خون دئے بغیر صحت کا امکان نہ ہو تب بھی خون دینا جائز ہے (۲) جب خون نہ دینے کی صورت میں ماہر ڈاکٹر کے نزدیک مرض کی طوالت کا اندیشہ ہو، اس صورت میں خون دینے کی گنجائش ہے مگر اجتناب بہتر ہے، كما فى الْهندْيةَ: وان قال الطبيب يتعجل شفاء ک فيه وجهان(۲۴)

جو حضرات حرام اشیاء سے تداوی کے قائل ہیں وہ واقعۂ عرینہ سے استدلال کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب عرینہ کو اونٹ کا پیشاب پینے کی اجازت دی تھی

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ : " قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ ، وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا ، فَانْطَلَقُوا ،

فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ ، فَجَاءَ الْخَبَرُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ ، فَأَمَرَ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ ، قَالَ أَبُو قِلَابَةَ : فَهَؤُلَاءِ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ (۲۵)

اسی طرح حدیث کی کتابوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک صحابی حضرت عرفجہؓ کی ناک سڑ گئی تھی۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت مرحمت فرمائی کی کہ وہ سونے کی ناک لگوالیں، حالانکہ سونا مردوں کے لیے حرام ہے۔(۲۶)

اب اس وضاحت کے بعد کہ دوا کے بہ طور خون چڑھانا جائز ہے یہ سوال اپنی جگہ باقی رہ جاتا ہے کہ کیا خون کا عطیہ دینا بھی جائز ہے یا اسے بھی انسانی جسم کے دوسرے اعضاء پر قیاس کیا جائے گا جن کا دینا جائز نہیں ہے۔ اس سے مربوط ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر کسی کا خون عطیہ میں نہ ملے تو اسے خریدنے کی اجازت ہے یا نہیں اور یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب خون کا خریدنا جائز ہے تو اس کا فروخت کرنا بھی جائز ہے یا نہیں؟

جہاں تک اس آخری سوال کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل طے شدہ ہے کہ خون کی فروخت قطعًا جائز نہیں ہے، کیوں کہ حدیث شریف میں خون کی فروخت سے صراحتًا منع فرمایا گیا ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ جو چیزیں نجس العین ہوتی ہیں ان کی بیع جائز نہیں ہے۔ البتہ ضرورۃً ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص خون فروخت کرتا ہے تو بیچنے والے کے لیے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ (۲۷) یہ تو خون کی فروخت کا معاملہ ہوا، لیکن اس سلسلے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر بلا قیمت خون نہ ملے تو قیمت دے کر خریدنا جائز ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے لکھا ہے ''خون کی بیع تو جائز نہیں لیکن جن شرائط کے ساتھ مریض کو خون دینا جائز قرار دیا گیا ہے ان حالات میں اگر کسی کو خون بلا قیمت نہ ملے تو اس کے لیے قیمت دے کر خون حاصل کرنا بھی جائز ہے (۲۸) اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کسی مریض کو خون دیدیا جائے، بشرطیکہ کوئی ماہر ڈاکٹر یہ رائے ظاہر کرے کہ اگر مریض کو خون نہ دیا گیا تو مریض کی جان بچنی مشکل ہے یا وہ یہ کہے کہ اگرچہ مریض کی ہلاکت کا فوری خطرہ نہیں ہے مگر خون دیئے بغیر صحت کا امکان نہیں ہے۔

کیا انتقال خون سے حرمت نسب ثابت ہوتی ہے؟

انتقال خون سے حرمت نسب ثابت نہیں ہوتی ہے۔اور اگر میاں بیوی ایک دوسرے کو خون دے تو ان کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پرتا۔[۲۹]

کیا فاسق و فاجر انسان کا خون لینا جائز ہے؟

اگر خون کی شدید ضرورت ہے یعنی کسی مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہے اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں اس کی جان بچنے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہ ہو، یا ہلاکت کا خطرہ تو نہیں لیکن ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دیے بغیر صحت کا امکان نہ ہو تو دوسرے کے خون کا استعمال کرنے کی مذکورہ بالا تمام صورتیں جائز ہیں، البتہ کافر یا فاسق وفاجر انسان کے خون میں جو اثرات ہیں ان کے منتقل ہونے اور اخلاق پر اثر انداز ہونے کا خطرہ قوی ہے، اس لیے نیک اور صالح انسان کو کافر و فاسق انسان کے خون سے حتی الوسع احتراز کرنا چاہیے۔[۳۰]

کیا خون کی خرید وفروخت جائز ہے؟

خون چونکہ ایک نجس اور حرام چیز ہے لہٰذا عام حالات میں ان کا استعمال حرام ہے اسی طرح اس کی کسی قسم کی خرید وفروخت بھی ممنوع ہوگا البتہ بوقت ضرورت اگر مفت میں نہیں مل رہا اور ضرورت بھی پوری نہ ہو رہی ہو تو مجبوراً خرید نا جائز ہوگا۔

اور علامہ شامیؒ (جن کی ایک عبارت سے جوازِ انتفاع اور بیع کے جواز میں تلازم کا گمان ہوتا ہے) نے بھی یہ جزئیہ ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ بھی متعدد جزئیات اس بارے میں ملتے ہیں۔ مثلاً:

فِي الْفَتْحِ عَلَى هَذَا التَّعْلِيلِ بَيْعَ السِّرْقِينِ فَإِنَّهُ جَائِزٌ لِلِانْتِفَاعِ بِهِ مَعَ أَنَّهُ نَجِسُ الْعَيْنِ اهـ. قَالَ فِي النَّهْرِ: بَلْ الصَّحِيحُ عَنْ الْإِمَامِ أَنَّ الِانْتِفَاعَ بِالْعَذِرَةِ الْخَالِصَةِ جَائِزٌ كَمَا سَيَأْتِي – إنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى – فِي الْكَرَاهِيَةِ. اهـ أَيْ مَعَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهَا خَالِصَةً كَمَا مَرَّ (قَوْلُهُ فَيَبْطُلُ بَيْعُهُ) نَقَلَهُ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ أَيْضًا عَنْ الْبُرْهَانِ، وَفِيهِ تَوَرُّكٌ عَلَى الْمُصَنِّفِ حَيْثُ عَدَّهُ فِي الْفَاسِدِ، لَكِنْ قَدْ يُقَالُ: إنَّهُ مَالٌ فِي الْجُمْلَةِ حَتَّى قَالَ مُحَمَّدٌ بِطَهَارَتِهِ لِضَرُورَةِ الْخَرْزِ بِهِ لِلنِّعَالِ وَالْأَخْفَافِ تَأَمَّلْ. (قَوْلُهُ لِضَرُورَةِ الْخَرْزِ) فَإِنَّ فِي مَبْدَإِ شَعْرِهِ صَلَابَةً قَدْرَ أُصْبُعٍ وَبَعْدَهُ لِينٌ يَصْلُحُ لِوَصْلِ الْخَيْطِ بِهِ قُهُسْتَانِيٌّ ط (قَوْلُهُ وَكُرِهَ الْبَيْعُ) ؛ لِأَنَّهُ لَا حَاجَةَ إلَيْهِ لِلْبَائِعِ زَيْلَعِيٌّ، وَظَاهِرُهُ أَنَّ الْبَيْعَ صَحِيحٌ. وَفِيهِ أَنَّ جَوَازَ إقْدَامِ الْمُشْتَرِي عَلَى الشِّرَاءِ لِلضَّرُورَةِ لَا يُفِيدُ صِحَّةَ الْبَيْعِ، كَمَا لَوْ أُضْطُرَّ إلَى دَفْعِ مَرْشُوَّةٍ لِإِحْيَاءِ

حَقِّهِ جَازَ لَهُ الدَّفْعُ وَحَرُمَ عَلَى الْقَابِضِ، وَكَذَا لَوْ اُضْطُرَّ إِلَى شِرَاءِ مَالِهِ مِنْ غَاصِبٍ مُتَغَلِّبٍ لَا يُفِيدُ ذَلِكَ صِحَّةَ الْبَيْعِ حَتَّى لَا يَمْلِكَ الْبَائِعُ الثَّمَنَ فَتَأَمَّلْ۔(۳۱)

"گو گوبر کا بیچنا جائز نہیں ہے، اگرچہ اس سے فائدہ اُٹھانا جائز ہے (کھاد وغیرہ کے طور پر)

اس سے بھی یہی مفہوم ہوا کہ "ضرورۃ" کے طور پر جن چیزوں کے استعمال کی گنجائش شریعت میں دی گئی ہے، ان کی بیع کا جواز لازمی نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ چیز "ضرورت" کے وقت بغیر قیمت دیئے نہ ملتی ہو تو اضطرار کی حالت میں مضطر کیلئے اس کی قیمت دینا تو جائز ہوگا مگر لینے والے کے لئے وہ قیمت حلال نہ ہوگی، جیسا کہ خنزیر کے بال کے سلسلہ میں فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا ہے:

"اگر بغیر قیمت نہ ملے تو خرید نا بھی جائز ہے"(۳۲)

فتاوی شامی میں ہے:

شَعْرُ الْخِنْزِيرِ فَإِنَّهُ يَحِلُّ الِانْتِفَاعُ بِهِ، وَلَا يَجُوزُ بَيْعُهُ كَمَا يَأْتِي. وَقَدْ يُجَابُ بِأَنَّ حِلَّ الِانْتِفَاعِ بِهِ لِلضَّرُورَةِ، وَالْكَلَامُ عِنْدَ عَدَمِهَا۔(۳۳)

اور در مختار میں اس پر ایک بہت مفید اور اہم اضافہ ملتا ہے:

"اگر بلا قیمت نہ مل سکے تو ضرورۃً خرید نا اور قیمت دینا جائز ہے لیکن یہ بیع مکروہ (تحریمی) ہے، اس لئے اس کی قیمت غیر طیب ہے یعنی اس کا استعمال ناجائز ہے" (۳۴)

اس کے علاوہ اور بھی اس مسئلہ کی نظیریں فقہاء کے کلام میں ملتی ہیں،

اس پر قیاس کرتے ہوئے صورتِ مسئولہ کا بھی حکم یہی معلوم ہوتا ہے کہ "اضطرار کی حالت میں انسانی خون اور اس جیسی دیگر اشیاء محرمہ کا استعمال تو جائز ہے مگر خرید و فروخت جائز نہیں، البتہ بوقتِ ضرورت یہ اشیاء اگر بلا قیمت نہ مل سکیں تو ضرور تمند کے لئے قیمت دے کر بھی ان کا استعمال جائز ہوگا، مگر قیمت لینا درست نہ ہوگا۔

بلڈ بینک کے قیام کا شرعی حکم:

بلڈ بینک کا قیام نصوص شرعیہ کے رو سے نہ صرف جائز بلکہ اگر خالصتاً للہ ہو تو موجب اجر و ثواب بھی ہے۔ البتہ چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوگا۔

۱۔　خون کی خرید و فروخت سے مکمل اجتناب کریں۔ اسی کو کاروبار نہ بنائیں

۲۔ حتی الامکان کوشش کریں کہ غلط خون نہ کسی کو دیں اور نہ کسی سے لیں۔
۳۔ خون کے محتاط تمام طریقوں کو بروئے کار لائیں۔
۴۔ تمام بیماریوں کی خون کی اسکریننگ کریں تب جا کر کسی مریض کو دیں۔
۵۔ خون دینے والے سے اچھی طرح پوچھ گچھ کریں کہ ان کو بیماری وغیرہ تو نہیں رہی ہے۔
۶۔ خون اسٹور کرنے کے لئے جو جو مشینیں درکار ہیں ان کا ہونا ضروری ہیں۔

اگر کوئی بلڈ بینک والے ان شرائط کا لحاظ رکھیے ان کے لئے بلڈ بینک کا قیام جائز ورنہ ثواب کے بجائے گناہ کمانے کے مترادف ہوگا۔

حوالہ جات:

(۱) القاموس الوحید از مولانا وحید الدین قاسمی، جلد اول، صفحہ ۵۴۶، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۱۲ء
(۲) البقرۃ، مائدہ، الانعام، الاعراف، یوسف، النحل اور الحج میں۔
(۳) فتاویہ ھندیہ، جماعہ، جلد اول، صفحہ ۵۱، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۹ء
(۴) سورۃ المائدہ ۳:۶
(۵) ... سورۃ الانعام: ۳:۷
(۶) بحوالہ جواہر الفقہ، مفتی محمد شفیعؒ، ۷ جلد، صفحہ نمبر ۷۲، دارالمعار فکراچی ۱۹۹۷ء
(۷) ھندیہ، جلد اول، ۴۶۔۔۔المغنی جلد اول ۱۴۱ء فتاویٰ قاضی خان، جلد اول، ۱۹ البحر الراءق جلد اول، ۲۳۵
(۸) صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب الطب، ۲ جلد، صفحہ نمبر ۲۱۸۹، دارالیمامۃ بیروت ۱۹۹۹ء، الدر المختار، جلد اول۔۳۱۹۔۳۲۰
(۹) الجامع لاحکام القرآن، ابو بکر القرطبیؒ، جلد نبر ۹، صفحہ نمبر ۹۵ موسسہ الرسالۃ بیروت ۲۰۰۲ء، و صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب الطب، ۲ جلد، صفحہ نمبر ۲۱۸۹، دارالیمامۃ بیروت ۱۹۹۹ء
(۱۰) القرآن۔البقرۃ، ۱۷۳:۲
(۱۱) القرآن۔المائدہ، ۵:۳
(۱۲) القرآن۔الانعام، ۶:۱۴۵

(۱۳) القرآن۔النحل، ۱۶: ۱۱۵

(۱۴) الجامع لاحکام القرآن، ابو بکر القرطبیؒ، جلد نبر۹، صفحہ نمبر ۹۶ موسسہ الرسالۃ بیروت ۲۰۰۲ء

(۱۵) کتاب المجموع شرح المهذب، للشیرازی، ابی زکریا النووی، جلد نمبر۲ صفحہ نمبر۷۵۵، مکتبۃ الارشاد، جدہ، ۱۹۹۱ء

(۱۶) بدایۃ المجتهد و نہایۃ المقتصد، لابن اثیر، جلد نمبر۱، صفحہ نمبر۱۳۶، مکتبہ رشیدیہ لاہور، بلاسن

(۱۷) القرآن، الطلاق، ۶۵: ۶

(۱۸) عالمگیری جلداول، صفحہ نمبر ٤

(۱۹) مغنی کتاب الصید ص ٦٠٢ ج۸

(۲۰) و مواهب الجلیل فی شرح مختصر خلیل: شمس الدین إبو عبد الله محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن الطرابلسی المغربی، المعروف بالحطاب الرُّعینی المالکی ۳/ ۲۳۳: دار الفکر الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۱۲ھ-- ۱۹۹۲م

(۲۱) احکام القرآن المؤلف: إحمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص الحنفی ۱/ ۱۴۹، المحقق: محمد صادق القمحاوی - عضو لجنتہ مراجعۃ المصاحف بالأزہر الشریف: دار احیاء التراث العربی ــ بیروت تاریخ الطبع: ۱۴۰۵ھ وبدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: علاء الدین، إبو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی ۷/ ۱۷٦، : دار الکتب العلمیۃ الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۰٦ھ-- ۱۹۸٦م

(۲۲) اسنی المطالب فی شرح روض الطالب ومعہ حاشیۃ الرملی الکبیر: زکریا بن محمد بن زکریا الأنصاری، زین الدین إبو یحییٰ السنیکی ۱/ ۵۷۰: دار الکتاب الإسلامی: بدون طبعۃ وبدون تاریخ.

(۲۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل، مولانا یوسف لدھیانوی، جلد نمبر۴ صفحہ نمبر ۳۴۲، مکتبہ لدھیانوی، کراچی ۲۰۱۲ء

(۲۴) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۹/۱۷۵

(۲۵) بخاری: باب الدواء بابوال الابل، کتاب الوضوء: ۵حدیث نمبر ۲۲۸، / ۲۱۶۳رقم: ۵۳۹۵، سنن الترمذی: ۱/۱۰٦، رقم: ۷۲

(۲٦) ترمذی: ۱/۲۰٦، حدیث مسند احمد ۳۴۲\۴، ۲۴، ۲۳\۵، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ کتب احادیث میں سند حسن کے ساتھ موجود ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں، ابن الاثیر نے ''اسد الغابہ'' میں اور ابن عبدالبر نے ''الاستیعاب'' میں عرفجہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں'': اس

حدیث کی وجہ سے علماء نے سونے کی ناک لگوانے اور سونے کی تار کے ساتھ دانت باندھنے کو مباح قرار دیا ہے۔" (تحفۃالاحوذی ۵\۴۲۷)

(۲۷) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴، ۵۴۹، (عنایۃ علی ہامش فتح القدیر: ۲۰۲/۵)

(۲۸) جواہر الفقہ: ۳۸/۲

(۲۹) فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء، مرتب احمد بن عبدالرزاق الدرویش، جلد ۲۱، صفحہ نمبر ۱۴۶، دارالموءید، الریاض، ۱۴۲۴ھ و آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۴۵، مکتبہ لدھیانوی، کراچی ۲۰۱۲ء

(۳۰) دارالافتاء دارلعلوم دیوبند، فتویٰ نمبر فتوی (ل): ۸۶۸=۷۱۶-۱۴۳۱/۶

(۳۱) رد المحتار علی الدر المختار، المؤلف: ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی، جلد ۵، صفحہ نمبر ۲۷، الناشر: دار الفکر-بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۱۲ھ-- ۱۹۹۲م

(۳۲) جواہر الفقہ: ۳۸/۲ (فتح القدیر: ۲۰۲/۵)

(۳۳) شامی جلد ۵، صفحہ نمبر ۶۹

(۳۴) شامی جلد ۵، صفحہ نمبر ۸۳